

## آیات 52

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

الرَّحْمَنُ الَّذِي أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ

1- ال یعنی اللہ علیم رحیم یعنی اللہ وہ جو لامحدود علم والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (یہ اس کا ارشاد ہے کہ) یہ ہے وہ ضابطہ حیات جسے ہم نے (اے رسولؐ) تمہاری طرف اس لئے نازل کیا ہے تاکہ تم نوع انساں کو ظلمت سے نکال کر (یعنی تخریبی قوتوں سے نکال کر یعنی زیادتی و بے انصافی، جبر و تشدد، جرم و گناہ، تباہی و بربادی، شرک و غلامی و کفر و جہالت سے نکال کر) نور کی طرف لے آؤ (یعنی تعمیری قوتوں یعنی حسن و توازن، عدل و انصاف و علم و بصیرت، آزادی، احترام و محبت، امن و اطمینان و ایمان کی طرف لے آؤ۔ کیونکہ وہی) لامحدود غلبہ والا ہے اور وہ اپنی ذات میں ہی اس قدر لامحدود، مکمل، اور بے خطا ہے کہ اس پر خود بخود تحسین و ستائش طاری رہتی ہے۔

اللَّهُ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَوَيْلٌ لِلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

2- (اور) یہ وہ اللہ ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے (یعنی جو کچھ ساری کائنات میں ہے وہ سب کا سب) اسی کا ہے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے ان حقائق کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے تو انہیں خرابیوں کا سامنا کرنا پڑے گا جو شدید عذاب ثابت ہوگا۔

الَّذِينَ يَسْتَحْبِبُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ط أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ

3- (اور یہ انکار کرنے والے) وہ لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور (اسی وجہ سے انسانوں کو نازل کردہ مستقل قدروں اور احکام و قوانین سے روکتے ہیں اور) اس میں (یعنی قرآن میں) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں یعنی ٹیڑھ پن تلاش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صحیح راہ کو گم کر کے اس سے دُور سے دُور ہوتے جا رہے ہوتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلَّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥١﴾

4- اور ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے وہ اپنی قوم کی زبان میں ہی (اللہ کے احکام و قوانین اور اس کی مستقل قدروں کے بارے میں آگاہی دیتے تھے اور یہ اس لئے کیا گیا تاکہ) وہ انہیں صاف صاف کھول کر بیان کر دیں (اور سننے والے ان

پر عمل کرنے کے لئے اچھی طرح سمجھ لیں اور زبان رکاوٹ نہ بنے) مگر اللہ جسے مناسب سمجھتا ہے اسے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے مناسب سمجھتا ہے اسے درست و روشن راہ دکھا دیتا ہے (مگر جسے گمراہ کرتا ہے یا جسے روشن راہ دکھاتا ہے تو دونوں کے ساتھ جو کرتا ہے وہ اپنے ان قوانین کے مطابق کرتا ہے کہ ”اللہ سلامتی کی راہوں کی اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی مرضی کے تابع ہو جائے، 5/16- اور جب کوئی ٹیڑھے غلط راستے پر چلتا ہے تو اللہ ان کے دل ٹیڑھے کر دیتا ہے، 61/5-

اور جو چاہے ہدایت کی قدر کرنے لگ جائے اور جو چاہے ہدایت سے انکار کر دے، 76/3- اور اللہ کسی کو اسی طرف پھیرے رکھتا ہے جدھر کو وہ پھر گیا ہو، 4/115- اور جو اللہ کے احکام کو نہیں مانتے اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا، 16/104) کیونکہ وہ لامحدود غلبے کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست و نادرست کی اٹل حدوں کی بنیاد پر فیصلے کرنے والا ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِنَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٥٢﴾

5- اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ (اے رسول! تم سے پہلے اسی طرح) ہم نے موسیٰ کو اپنی سچائیوں و احکام و

قوانین کے ساتھ بھیجا تھا۔ (اور اسے کہہ دیا گیا تھا کہ) تم اپنی قوم کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے جاؤ اور انہیں ان ایام کی آگاہی دو (جب اللہ کے احکام و قوانین کا تسلط ہوا تو نتائج کیا نکلے تھے اور جب ان کی خلاف ورزی کر کے سرکشی اختیار کی گئی تو نتائج کیا نکلے تھے)۔ کیونکہ اس میں کوئی شک و شبہ والی بات ہی نہیں کہ ہر وہ شخص (جو اللہ کی راہ میں مصیبتوں اور مشکلات میں) ثابت قدمی سے ڈٹ جائے والا اور اللہ کی قدر کرنے والا ہوتا ہے تو اس کے لئے (گزرے ہوئے ایام کے واقعات و حالات کے نتائج میں) سبق آموز آگاہیاں ہوتی ہیں۔

(نوٹ: یہ آیت انسانی غلامی اور انسانی آزادی کے لئے بنیادی آگاہی فراہم کرتی ہے۔ جب موسیٰ کو بنی اسرائیل کے لئے

رسول بنا کر بھیجا گیا تو اس وقت بنی اسرائیل مصر میں فرعون اور اس کی قوم کی غلام تھی، چنانچہ اس آیت میں غلامی کو اور اس سے

منسلک تمام خرابیوں کو ظلمت کہا گیا ہے اور آزادی کو اور اس سے منسلک تمام خوبیوں کو نور کہا گیا ہے)۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَجْعَلَكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيَدْعُونَ

۱۶ اٰۤیٰتُکُمْ وَیَسْتَحْیَوْنَ نِسَاءَکُمْ ۚ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ ۝

6- اور جب (ایک صبر آزما جدوجہد کے بعد موسیٰ بنی اسرائیل کو غلامی سے نکال کر آزادی میں لے گیا تو شرک، کفر اور غلط راستوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خطاب کرتے ہوئے) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا! تم اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھو (اور اس وقت کو مت فراموش کرو) جب اس نے فرعون اور اس کا ساتھ دینے والی اس کی قوم سے تمہیں نجات دی (اور یہ بھی یاد رکھو کہ وہ) تمہیں بدترین عذاب پہنچایا کرتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیا کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیا کرتے تھے اور اس میں تمہارے عظیم رب کی طرف سے یہ اس لئے تھا تا کہ مشکلات و مصیبتوں کے دور میں تمہاری اصلی سیرت کا اظہار ہو سکے۔

(نوٹ: بلاء - ابتلاء، ان کا مادہ (ب - ل - و) ہے بلاء کا بنیادی مطلب ہے ”مشکلات و مصیبتوں کے وقت انسان کی حقیقی سیرت یا چھپی ہوئی صفوں کا ظاہر ہو جانا“، بعض مفسرین بلاء کا مطلب آزمائش کرتے ہیں۔ بہر حال، اگر آزمائش کا بھی مزید مطلب کیا جائے تو وہ بھی یہی بنتا ہے کہ کسی چیز کی اصلی حالت کا ظاہر ہونا)۔

وَ اِذْ تَاَذَنُ رَبُّکُمْ لَیْنُ شَکَرْتُمْ لَا زَیْدٌ لَّکُمْ وَلَیْنُ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابَیْ لَشَدِیْدٌ ۝

7- اور (موسیٰ نے بنی اسرائیل کو حقائق یاد دلواتے ہوئے کہا! کہ وہ وقت بھی یاد کرو کہ) جب تمہارے نشوونما دینے والے نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا کہ اگر تم شکر کرتے رہو گے (یعنی اگر تم میری نعمتوں کی قدر کرتے رہو گے) تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے سچائی کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر لی (تو پھر اس میں) کوئی شک و شبہ والی بات ہی نہیں کہ تم میری سخت سزا کی گرفت میں آ جاؤ گے۔

وَقَالَ مُوسٰی اِنْ تَکْفُرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفِیْرٌ حَمِیْدٌ ۝

8- اور موسیٰ نے (یہ بھی) کہا! کہ اگر تم اور وہ سب کے سب لوگ جو زمین میں ہیں نازل کردہ سچائیوں و قوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر لو گے (تو یاد رکھو کہ اس میں بھی) کوئی شک و شبہ والی بات نہیں کہ اللہ کسی شے کا بھی محتاج نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات میں ہی یوں لامحدود اور بے خطا ہے کہ اس پر خود بخود تحسین و ستائش طاری رہتی ہے۔

۱۷ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَثَمُوْدٌ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِہُمْ ۙ لَا یَعْلَمُہُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۚ جَاۤءَتْہُمْ رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْا اَیْدِیْہُمْ فِیْۤ اَفْوَاہِہُمْ وَقَالُوْۤا اِنَّا لَکٰفِرٰنَ بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ وَآتَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہٖ ۚ مُّرِیْبٌ ۝

9- (اور موسیٰ نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے انہیں یہ بھی کہا! کہ) کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ جو تم سے پہلے (عذاب یافتہ قومیں تھیں ان پر کیا گزری، جیسے کہ) قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، اور کئی وہ قومیں جو ان کے بعد آئیں مگر ان کے بارے

میں سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں (اور ان کا نام و نشان تک مٹ چکا۔ حالانکہ) ان سب کے پاس ان کے رسول صاف صاف احکام و قوانین لے کر آئے تھے لیکن ان لوگوں نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیے (یعنی وہ انہیں خاموش کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے تاکہ ان کی آواز کو اور ان کی باتوں کو آگے نہ بڑھنے دیا جائے) اور (ان رسولوں سے اعلانیہ) کہہ دیا! کہ ہم ان (سچائیوں) سے انکار کرتے ہیں جن کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو (کیونکہ ہمارے دلوں میں) ان کے متعلق بڑے شکوک اور اضطرابات پیدا ہوتے ہیں۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اِنِی اللّٰهُ شَکَّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ یَدْعُوْکُمْ لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ دُّنُوْیَکُمْ وَیُوْخِّرَکُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ قَالُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ تُرِیْدُوْنَ اَنْ نَّصُدَّوْنَا عَمَّا کَانَ یُعْبَدُ اَبَاؤُنَا فَاَنْتُمْ بَسُلَطٰنٌ مُّبِیْنٌ ۝۱۰

10- (لیکن ذرا سوچو! کہ کیا رسولوں کے منہ پر ہاتھ رکھ دینے سے رسولوں کی آواز روکی جاسکتی ہے۔ اس لئے) ان کے رسولوں نے کہا! کہ کیا تمہیں اللہ کے بارے میں شک ہے جس نے تمام آسمان اور زمین کسی حالت کو شق کر کے وجود پذیر کیے (یعنی اس وجود سے پہلے تو وہ ایسی حالت میں تھے کہ جسے پھاڑ کر موجودہ حالت کے لئے وجود پذیر کیا گیا) اور وہ تو تمہیں (اپنے ضابطہ حیات کی طرف اس لئے) دعوت دیتا ہے تاکہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے جب تم پر (تباہی آئے گی تو) وہ تمہیں اس سے محفوظ کر لے اور اس طرح تمہیں ایک مدت مقرر تک (زندگی کی خوشگوار یوں سے فائدہ اٹھانے) کا موقع دے۔ (مگر اس کے جواب میں) وہ کہا کرتے تھے! کہ تم تو ہماری ہی طرح کے ایک بشر ہو (اس لئے تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے کہ تمہیں اللہ کی طرف سے وحی ملتی ہے)۔ اور تم چاہتے ہو کہ جن کی پرستش و اطاعت ہمارے آباؤ اجداد نے اختیار کر رکھی تھی، ان سے ہمیں روک دو (تاکہ ہم تمہارا مسلک اختیار کر لیں۔ لہذا تم ان ساری باتوں کو چھوڑو) اور ہمارے پاس صاف صاف غالب آجانے والی دلیل لے کر آؤ (تب ہم سوچیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے)۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ تَحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وَلَکِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَمَا کَانَ لَنَا اَنْ نَّآئِیْکُمْ بَسُلَطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَعَلٰی اللّٰهِ فَلَیْتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱

11- (مگر) ان کے رسولوں نے ان سے کہا! کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہم تمہارے جیسے بشر ہیں مگر اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے اس پر احسان کر دیتا ہے (اور اسے نبوت سے سرفراز کر دیتا ہے) اور (باقی رہی تمہاری یہ بات کہ) ہم تمہارے پاس کوئی غالب آجانے والی دلیل لے کر آئیں تو یہ اللہ کے حکم کے بغیر ممکن نہیں اور (یاد رکھو کہ جو) اہل ایمان ہیں تو انہیں (اپنی جدوجہد کے لئے) بہر حال، اللہ پر ہی پورا پورا بھروسہ کرنا چاہیے (کیونکہ انہیں اللہ کے

احکام پر عمل کرنے کے لئے معجزاتی دلیلوں یا معجزاتی نشانیوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

وَمَا لَنَا إِلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصِيرَنَّ عَلَى مَا أَدَّيْتُمُونَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝

2  
6  
14

12- اور (وہ رسولؐ یہ بھی کہا کرتے تھے! کہ اے انکار و سرکشی کرنے والو! غور سے سنو! کہ) یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ ہم

(اپنی جدوجہد کے لئے) اللہ پر بھروسہ نہ کریں جبکہ اس نے ہمیں وہ درست و روشن راہ دکھائی ہے (جس سے ہر حقیقت صاف طور پر ہمارے سامنے آگئی ہے اس وجہ سے اب ہماری کیفیت یہ ہے) کہ تم ہمیں جس قدر بھی اذیتیں پہنچاؤ تو ہم ڈٹے رہیں گے (اور ہمارے قدم کبھی نہیں ڈگ گائیں گے کیونکہ اپنی جدوجہد کے لئے ہم نے) اللہ پر پورا پورا بھروسہ کر رکھا ہے اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِيْنَ ۝

13- اور (اس کے جواب میں) کافر لوگ یعنی نازل کردہ حقائق سے انکار و سرکشی کرنے والے یہ کہا کرتے تھے! کہ یا تو تم واپس ہمارے مسلک میں آ جاؤ ورنہ تمہیں اپنی سر زمین سے باہر نکال دیں گے۔ (ان کی اس طرح کی دھمکیوں کے جواب میں) ان کا پروردگار انہیں وحی بھیج کر (یہ آگاہی فراہم کر دیا کرتا تھا) کہ ہم ظلم کرنے والے لوگوں کو ضرور ہلاک کر دیا کرتے ہیں۔

وَلَنَسْخُفَنَّكَمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدٌ ۝

14- اور ان (کی تباہی و بربادی) کے بعد ہم تمہیں زمین میں سکونت فراہم کر دیں گے۔ (مگر یہ سب کچھ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ ان سے دشمنی تھی اور تم سے محبت تھی بلکہ) یہ ان کے لئے ہے جو میرے سامنے (اعمال کی جو ابد ہی سے) خوف زدہ رہتے ہیں اور میرے (عذاب دینے والے) وعدے سے ڈرے رہتے ہیں (اور زندگی کا درست راستہ اختیار کیے رکھتے ہیں، 1/5)۔

وَاسْتَغْفِرُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝

15- (اس کے باوجود رسولوں کو دھمکی دینے والے کافر لوگ دلائل سے تو نہ مانے) اور انہوں نے چاہا کہ ایک فیصلہ کن بات سامنے آ جائے (تو وہ آگئی! اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) ہر سرکش اور باغی (جس نے نازل کردہ احکام و قوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی تھی) وہ ناکام و نامراد ہو گیا۔

16- (اور یہ ناکامی و نامرادی وقتی و عارضی نہیں تھی بلکہ) جہنم تھی جو ان کے پیچھے لگ گئی (اور ان کی اُس ذلت کی پیاسی زندگی میں) انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔

يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۚ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝

17- وہ اسے گھونٹ گھونٹ پینے کی کوشش کریں گے۔ مگر یہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور انہیں ہر طرف سے موت آگھیرے گی (اور وہ چاہیں گے کہ انہیں جلد موت آجائے تاکہ وہ اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کر سکیں) مگر انہیں موت نہیں آئے گی (اور بجائے موت آنے کے اس عذاب) کے پیچھے انہیں ایک اور سخت عذاب آ لے گا۔

مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۚ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الصَّلَٰءُ الْبَعِيدُ ۝

18- (بہر حال یہ حقیقت صرف انہی لوگوں کے ساتھ نہیں جو گزر گئے بلکہ) جن لوگوں نے بھی اپنے رب کے احکام و قوانین و سچائیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر لی تو ان کے اعمال کی مثال یوں ہے کہ جیسے ہلکی سی راکھ ہو جس پر آندھی کے دن زور کا جھکڑ چلے (اور وہ ساری راکھ اڑ کر کہیں کی کہیں چلی جائے اس طرح) وہ اپنے کئے کا کچھ بھی (پھل نہ پاسکیں کیونکہ اس پر) ان کی دسترس ہی نہیں ہوتی۔ (اسی طرح ان کے اعمال تھے ہی راکھ اور راکھ کی طرح ہی ضائع چلے جائیں گے اور) یوں وہ درست راہ کو گم کر کے اس راہ پر جا نکلتے ہیں جو انہیں (درست راہ سے) دُور سے دُور تر کرتی چلی جاتی ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ يَئِشَٰكُ يُدْهِبُكُمْ وَيَأْتِي خَلْقَ جَدِيدٍ ۝

19- (لہذا، اے نوع انساں!) کیا تم نے غور نہیں کیا! جس میں کوئی شک و شبہ والی بات ہی نہیں کہ اللہ نے انتہائی درست و صحیح تناسب کے پیمانوں کے مطابق آسمانوں اور زمین کو (یعنی ساری کائنات کو) وجود پذیر کیا ہے۔ (پھر بھی اگر تم اس کی سچائیوں کو تسلیم کرنے کی بجائے ان کی خلاف ورزیاں کرتے رہو گے تو پھر) اگر وہ مناسب سمجھے گا تو تمہیں لے جائے گا اور نئی مخلوق لے آئے گا۔

وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝

20- اور ایسا کرنا اللہ کے لئے اپنے لامحدود غلبے کی وجہ سے کچھ مشکل نہیں۔

وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الصُّعْفُو لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا ۖ قَهْلَ أَنْتُمْ مُّغْنَوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ

شَيْءٌ ط قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهْدَيْنَاكُمْ ط سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجْرُنَا أَمْ صَبْرُنَا مَا لَنَا مِنْ طَحِيصٍ ۝

21- اور (اسی لئے یاد رکھو! کہ) جب یہ سب لوگ حاضر ہو کر اللہ کے سامنے جائیں گے تو پھر جو کمزور رہ گئے تھے وہ ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر تکبر کیا کرتے تھے، پوچھیں گے! کہ یہ تو حقیقت ہے کہ ہم تمہارے تابع تھے (اور اُس وقت تمہارا دعویٰ ہوتا تھا کہ تم جو چاہے کر سکتے ہو لیکن اب بتاؤ کہ) کیا تم ہمیں کسی قدر بھی اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہو؟ وہ جواب دیں گے! کہ اللہ نے یہاں بچاؤ کی کوئی صورت دکھائی ہوتی تو ہم تمہارے بچاؤ کے لئے بھی تمہیں کوئی راہنمائی دیتے (کیونکہ وہ وقت طاری ہو چکا ہے جس میں) ہمارے لئے اب برابر ہے چاہے ہم گھبرائیں یا صبر کریں اس لئے کہ اب ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

(نوٹ: اگرچہ ہدایت پر شروع میں ہی تفصیلی مطالب درج کر دیے گئے ہیں۔ لیکن اس آیت میں ہدایت کا مطلب اس کے سیاق و سباق کے حوالے سے ”عذاب سے بچاؤ کے لئے راہنمائی“ ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کے اس ٹکڑے کا مطلب یوں کیا ہے کہ ”اگر اللہ ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تمہیں بھی ضرور ہدایت کی راہ دکھاتے“۔ مگر یہ مطلب سیاق و سباق کے لحاظ سے کمزور محسوس ہوتا ہے۔)

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ط وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ط مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُمْ بِمُصْرِخِي ط إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ط إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

22- اور جب فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان کہے گا! کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے تھے ان میں سے میں نے کوئی بھی پورا نہیں کیا۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) میرے پاس ایسی کوئی قوت نہیں تھی کہ میں تمہیں اپنے پیچھے زبردستی لگا لیتا۔ (جو کچھ ہوا وہ) صرف یہ ہے کہ میں نے تمہیں (جرم و گناہ) کی دعوت دی تو تم نے میرا کہا مان لیا۔ لہذا، اب تم مجھے الزام مت دو بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو۔ اب میں یہاں نہ تمہاری چیخ و پکار کا مداوا کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد پر کوئی مدد کر سکتے ہو اور اس سے پہلے تم جو اللہ کے ساتھ ساتھ میری بھی اطاعت کیا کرتے تھے (تو اس میں میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے) اور میں اس سے انکار کرتا ہوں۔ (بہر حال، یاد رکھو کہ) اس میں کوئی شک و شبہ والی بات ہی نہیں کہ جو لوگ حقوق کم کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کے مجرم ہوں گے تو ان کے لئے الم انگیز عذاب ہے۔

وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ط يُحَيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۝

23- اور (ان کے برعکس) جو لوگ ایمان لائے اور سنور نے سنوارنے کے کام کرتے رہے تو وہ ایسی جنتوں میں داخل کر دیے جائیں گے جن کے نیچے ندیاں رواں ہوں گی اور وہ ان میں اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں ان کا استقبال (یہ خوشخبری دے کر کیا جائے گا کہ تم اُس مقام میں داخل ہو گئے ہو) جس میں کوئی خوف و اذیت نہیں بس مسرتیں ہیں اور اطمینان ہے (سلم)۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۝

24- (بہر حال) کیا تم نے غور نہیں کیا! کہ (ان دو متضاد طریقوں سے زندگی گزارنے والوں کی) اللہ نے کیسی مثال بیان کی ہے۔ (پہلی یوں ہے کہ) کلمہ طیبہ یعنی خرابیوں سے پاک عقیدہ زندگی ایسے خرابیوں سے پاک درخت کی مانند ہے جسکی جڑ (پاتال میں) محکم اور استوار ہو اور اس کی شاخیں آسمانوں میں ہوں یعنی بلند یوں میں ہوں۔

تُؤْتِي أَكْثَرَهَا ثَمَرًا ۚ حِينَ يَأْذِنُ رَبُّهَا ط وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

25- اور وہ (درخت) اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دینے والا ہو (ایسے ہی خرابیوں سے پاک وہ عقیدہ زندگی ہوتا ہے جو زندگی میں ہر وقت انسان کو خوشگوازی اور اطمینان دینے والا ہوتا ہے)۔ لہذا، اللہ انسانوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ سبق آموز آگاہی حاصل کریں۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝

26- اور (اس کے برعکس دوسری یوں ہے کہ جو کلمہ خبیثہ ہے یعنی وہ عقیدہ زندگی جو خرابیوں سے بھرا ہوا ہے تو اس کی مثال اس درخت کی سی ہے جو خرابیوں سے بھرا ہوا ہو اور جس کی اکھڑی ہوئی (کھوکھلی سی جڑ) زمین کے اوپر ہی اوپر ہو اور اس کے لئے کوئی قرار نہ ہو (یعنی وہ ہر وقت گراسوگر کی حالت میں رہے۔ یوں ہی خرابیوں سے بھرا ہوا عقیدہ زندگی ہے جس کی کوئی بنیاد نہ ہو تو وہ ہر وقت بے یقینی، بے اطمینانی اور بربادی کا باعث بنتا رہتا ہے)۔

(نوٹ: کلمہ طیبہ خرابیوں سے پاک عقیدہ زندگی۔ جو کلمہ طیبہ مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے اس کا اظہار یوں ہے: لا الہ الا

اللہ محمد الرسول اللہ، یعنی سوائے اللہ کے کوئی ایسا نہیں جس کی پرستش و اطاعت کی جاسکے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں یعنی محمدؐ جو اللہ کا پیغام یعنی قرآن لے کر آئے ہیں اس کی پیروی کرو کیونکہ محمدؐ بھی اسی کی پیروی کرتا ہے 6/50- اس کے نتیجے میں دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں اطمینان، مسرتیں، خوشگواریاں، راحتیں اور سرفرازیاں میسر آئیں گی جو پائیدار ہوں گی کیونکہ یہ عقیدہ خرابیوں سے پاک ہے اس لئے یہ کلمہ طیبہ ہے۔ کلمہ خبیثہ یعنی خرابیوں سے بھرا ہوا عقیدہ زندگی مثال کے طور پر اگر عقیدہ زندگی یہ ہو کہ ”آخرت نہیں ہے اور صرف مادی دنیا ہی سب کچھ ہے“ تو اس سے مفادات کی کشمکش شروع ہوگی اور انسان خود غرض ہو کر سب کچھ سمیٹ لینا چاہے گا۔ اور آخرت میں جوابدہی پر یقین نہ ہونے کی وجہ سے لوگ ہر طرز کا گناہ و جرم کرنے کی کوشش کریں

گے اور تکبر اور طاقتور لوگ ظاہر اہل جہنم میں ملوث ہونا برا نہیں سمجھیں گے۔ اس لحاظ سے یہ عقیدہ زندگی انسانیت کو خرابیاں ہی خرابیاں دے گا اس لئے یہ کلمہ خبیثہ کہلائے گا۔

يُمَيِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝

4  
6  
16

27- اس طرح اللہ محکم عقیدہ زندگی سے اہل ایمان کو ان کی دنیا اور آخرت کی زندگی میں پختگی عطا کر دیتا ہے اور جو ظلم کرنے والے لوگ ہوتے ہیں تو انہیں اللہ درست و روشن راہ سے محروم کر دیتا ہے اور اللہ جو مناسب سمجھتا ہے وہی کرتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۖ

28- اور کیا تم نے ان لوگوں (کی حالت پر) غور نہیں کیا جنہیں اللہ کی نعمتیں (یعنی اللہ کی طرف سے راحتیں اور خوشگواریاں میسر آئیں مگر انہوں نے انہیں) کفر میں بدل ڈالا (یعنی انہوں نے ان نعمتوں کی قدر کرنے سے انکار کر دیا اور وہ انہیں انسانی قدروں کے خلاف استعمال کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا) کہ انہوں نے اپنی قوم کو بھی تباہی کے گھر میں جھونک دیا۔

جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝

29- (اور یہ تھی وہ) جہنم جس میں وہ (پوری قوم کو لے کر) داخل ہو گئے اور یہ کس قدر بُرا ٹھکانہ ہے (جس میں وہ اپنے آپ کو دھکیلنے چلے گئے)۔

وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِهِ ۖ قُلْ تَتَمَنَّوْنَ أَنْ تَمِصَّ يَدُكُمْ إِلَى النَّارِ ۖ

30- اور (نہ صرف یہ بلکہ) انہوں نے بالکل اللہ کے ہم پایہ خدا بنالئے تاکہ وہ (لوگوں) کو اللہ کے راستے سے ہٹا کر گمراہ کر دیں۔ (مگر تم ان لوگوں سے) کہہ دو! کہ تم نے (جو اس طریقے سے عارضی) فائدے اٹھانے ہیں اٹھا لو کیونکہ اس میں کوئی شک و شبہ والی بات ہی نہیں کہ تم لوٹ کر (دوزخ کی) آگ کی طرف جا رہے ہو۔

قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيهِ وَلَا خُلَافٍ ۝

31- (لہذا، اے رسول!) میرے ان بندوں سے جو ایمان رکھنے والے ہیں، کہہ دو! کہ صلوٰۃ قائم کریں اور ہم نے جو زندگی کی نشوونما کا سامان انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (حقیقی ضرورت مندوں کے لئے) پوشیدہ یا اعلانیہ خرچ کرتے

رہیں اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ خرید و نہ فروخت اور نہ دوست نوازی ہو سکے گی۔

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ۖ

32- (یاد رکھو! کہ یہ آگاہی دینے والا) اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو درست توازن و تناسب کے پیمانے کے

مطابق وجود پذیر کیا۔ اور آسمان سے پانی نازل کیا اور پھر اسی کے ذریعے تمہارے رزق کے طور پر پھل نکالے گئے۔ اور

اس نے ہی تمہارے لئے بڑی بڑی کشتیوں کو اپنے قوانین کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے (سخر) تاکہ وہ اس کے حکم سے

سمندر میں چلتی رہیں اور اسی نے تمہارے لئے ندیاں مسخر کر دیں (تاکہ تم ان سے فائدے اٹھاتے رہو)۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآبِّينَ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۖ

33- اور اسی نے تمہارے لئے سورج اور چاند کو اپنے قوانین کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے (جو ایک مقررہ قاعدے کے

مطابق) مسلسل چلے جا رہے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن مسخر کر دیے (تاکہ تم ان سب سے فائدے اٹھا سکو)۔

وَأَنْتُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۖ وَإِنْ تَعْدُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ۖ

34- غرضیکہ (اے نوع انساں! اس طرح) اس نے تمہیں ہر وہ چیز عطا کی جو تم نے اس سے مانگی۔ اور اگر تم اللہ کی

نعمتوں کو گننے لگو تو انہیں شمار میں نہ لاسکو گے۔ (مگر اس میں بھی کوئی) شک و شبہ والی بات نہیں کہ انسان طے شدہ حقوق

میں کمی کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کرنے والا ہے اور (نعمتوں) کی قدر کرنے سے انکار کر دینے

والا ہے (اور انہیں یوں استعمال کرتا ہے کہ وہ انسانیت کے لئے بے اطمینانی و بربادی کا باعث بن جاتی ہیں)۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۖ

35- لہذا (انسانوں کی اسی سرکشی و بغاوت کی روک تھام کے لئے اور نازل کردہ نظام زندگی کے لئے مرکز قائم کرنے کی

خاطر) جب ابراہیم نے التجا کی! کہ اے میرے رب! اس بستی (یعنی مکہ کو) ایسا بنادے (کہ یہ سرکشوں اور ظالموں کے

ستائے ہوئے انسانوں کے لئے) مقام امن بن جائے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش و اطاعت سے بچائے

رکھنا۔

رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلُّنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۖ فَمَنْ تَعَفَّى فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۖ

36- (اور) اے میرے رب! انہیں (بتوں) نے بہت سے انسانوں کو گمراہ کر رکھا ہے، لیکن جو میری پیروی

کرے گا تو یقیناً وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے گا تو پھر حقیقت تو یہی ہے کہ تو ہی حفاظت میں لے کر (اس)

کی) سنورنے کے لئے مدد و رہنمائی کر سکتا ہے (ورنہ بت تو اسے سوائے گمراہی کے کچھ نہیں دے سکتے)۔  
 رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ رَبَّنَا لِيُقْبِلْهُمُ الصَّلَاةَ فَأَجْعَلْ آفِدَةً مِنَ  
 التَّائِبِينَ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾

37- (اور ابراہیمؑ نے اپنی دُعا جاری رکھتے ہوئے التجا کی کہ) اے ہمارے پالنے والے! یہ حقیقت ہے کہ میں نے اپنی اولاد کو تیرے واجب الاحترام گھر کے پاس لاکر بسا دیا ہے (اور یہ ایسے مقام پر واقع ہے جہاں) بھیتی کا نام و نشان تک نہیں اور اے ہمارے پالنے والے! (میں نے یہ سارا اہتمام اس لئے کیا ہے) تاکہ وہ صلوٰۃ قائم کریں۔ اور تو ایسا کر دے کہ انسانوں کے جذبات و احساسات ان کی طرف مائل ہو جائیں اور انہیں زندگی کی نشوونما کا سامان پھلوں سے عطا کرنا تاکہ وہ (تیری نعمتوں) کا شکر ادا کیا کریں۔

رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾  
 38- (اور) اے ہمارے پروردگار! حقیقت یہ ہے کہ تو وہ سب کچھ جانتا ہے جسے ہم چھپاتے ہیں اور جسے ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ پر کوئی بھی چیز نہ زمین میں پوشیدہ ہے اور نہ ہی آسمان میں (چھپی ہوئی ہے)۔  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٩﴾  
 39- ساری تحسین و ستائش صرف اللہ ہی کے لئے ہے (اور یہ وہی ہے) جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق (دو بیٹے) عطا کیے۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ والی بات ہی نہیں کہ میرا رب دعائیں سننے والا ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴿٤٠﴾  
 40- (اور) اے میرے نشوونما دینے والے! (تو ایسا کر دے کہ) مجھے اور میری اولاد کو صلوٰۃ قائم کرنے والا بنادے۔ اور اے میرے نشوونما دینے والے! تو میری دُعا قبول کر لے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾  
 41- (اور ابراہیمؑ نے اپنی دُعا مکمل کرتے ہوئے یہ التجا کی کہ) اے ہمارے پالنے والے! مجھے اور میرے والدین کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر رکھی ہے اس دن اپنی حفاظت میں لئے رکھنا جس دن (اعمال کی جوابدہی کے لئے) حساب قائم ہوگا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿٤٢﴾  
 42- اور (یہ تھیں وہ دعائیں جن کے ساتھ ابراہیمؑ نے اس نظام کیلئے جدوجہد کی تھی جس کی تکمیل کیلئے، اے رسول! تم

جدوجہد کر رہے ہو۔ اس لئے تم یہ خیال نہ کرنا کہ یہ ظالم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ اس سے بے خبر ہے کیونکہ وہ تو صرف ان (ظلم کرنے والوں کو) اُس دن کے لئے مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۝

43- (اس دن افراتفری کا یہ عالم ہوگا کہ) یہ لوگ اپنے سرو پر اٹھائے بھاگے چلے جا رہے ہوں گے (اس حال میں) کہ ان کی نگاہیں ان کی طرف نہ لوٹ سکیں گی اور ان کے جذبات و احساسات (خوف سے) پست در پست ہو رہے ہوں گے۔

وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ ۚ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۖ نَسْتَجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرَّسُولَ ۖ أَوْ لَمْ نَكُونُوا أَفْسَحْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُم مِّنْ زَوَالٍ ۝

44- لہذا (اے رسول! اللہ سے سرکشی و بغاوت کرنے والے) انسانوں کو تم اس ہولناک دن سے آگاہ کر دو جب ان پر یہ عذاب آئے گا تو ظلم کرنے والے لوگ التجائیں کریں گے کہ، اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی سی مہلت دے دے تاکہ ہم تیری دعوت قبول کر لیں اور تیرے رسولوں کی پیروی کریں۔ (مگر ان سے کہا جائے گا! کہ) کیا تم اس سے پہلے قسمیں اٹھا اٹھا کر یہ نہ کہا کرتے تھے! کہ ہم پر کوئی زوال نہیں آ سکتا۔ (بہر حال، اب دیکھو زوال کسے کہتے ہیں اور وہ کیسے آیا کرتا ہے)۔

وَسَكُنْتُمْ فِي مَسْكِنٍ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْآمُثَالَ ۝

45- اور (ان سے پوچھا جائے گا کہ تم تو وہ ہو) جو ان لوگوں کی بستیوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا۔ اور ہم نے تمہیں (ان کے واقعات سے بھی) آگاہ کر دیا تھا (کہ جن کی وجہ سے) ہم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا اور ہم نے تمہارے لئے مثالیں بھی بیان کر دی تھیں (پھر تم غلط راستوں پر کیوں چلتے رہے)۔

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ ۖ وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝

46- اور (تمہیں یہ بھی بتلادیا گیا تھا کہ اللہ کے نازل کردہ نظام کی مخالفت میں) انہوں نے اپنی طرف سے بڑی چالیں چلیں، ایسی چالیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ لیکن اللہ کے آگے ان کی کوئی چال (کارگر نہ ہو سکی)۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ خَافِ فِ عِدَّتِهِ رَسُولَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

47- لہذا (اے رسول!) تم ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدوں کے خلاف کرے گا کیونکہ اس

میں کوئی شک و شبہ والی بات ہی نہیں کہ اللہ لامحدود غلبہ رکھنے والا اور زبردست انتقام لینے والا ہے (اور اس سے کوئی ادھر ادھر نہیں بھاگ سکتا)۔

يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمُوتِ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

48- (چنانچہ اے رسول! نوعِ انسان کو آگاہ کرنے کے لئے اعلان کر دو! کہ ایسا دن طاری ہو کر رہے گا) جس دن زمین کسی اور زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بدل دیے جائیں گے اور (سب کے سب) اللہ واحد و غالب کے سامنے نکھر کر آجائیں گے۔

وَتَرَى الْمَجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝

49- اور (اے نوعِ انسان) اس دن تم ان مجرموں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھو گے (جو اس وقت اللہ سے سرکشی اور بغاوت اختیار کئے ہوئے ہیں)۔

سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطَرِ آيٍ وَتَغْشَى وُجُوهُهُمُ النَّارُ ۝

50- (اس وقت) ان کے لباس گچھے ہوئے مادے کے ہوں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں کو ڈھانپنے جارہے ہوں گے۔

لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

51- یہ سب اس لئے ہوگا! کہ اللہ ہر ایک کو اس کے کاموں کے نتائج کے مطابق بدلہ دے گا۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ والی بات ہی نہیں کہ اللہ حساب لینے میں تاخیر نہیں کرتا (کیونکہ اس کے نظام میں ہر کام کا نتیجہ اس کے ساتھ ہی لگا ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ کا حساب تیز ترین ہوتا ہے)۔

هَذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنذِرُوا بِهِ وَيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرُوا أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝

52- (لہذا، آگاہ ہو جاؤ کہ قرآن کا) یہ پیغام انسانوں تک پہنچا دیا جائے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ انہیں آگاہ کر دیا جائے کہ نازل کردہ قدروں کے خلاف چلنے کے نتائج کس قدر تباہ کن ہوتے ہیں۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ انہیں علم ہو جائے کہ پرستش و اطاعت صرف ایک اللہ کی ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ جو عقل و بصیرت و جذبات و احساسات رکھنے والے ہیں وہ اس سے آگاہی حاصل کریں (اور اس پر غور و فکر کریں)۔